سراج الہند

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب: خلیل احمد رانا

COPY RIGHT © - ISLAMIEDUCATION.COM

سراج الھند

حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی قدس سرہٗ

ترتیب: خلیل احمد رانا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الصادق الامین الکریم

حجۃ اللہ، سراج الہند حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ابن شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس سرہما، ۲۵؍رمضان المبارک ۱۱۵۹ھ/ ۱۷۴۶ء کو جمعہ کے دن دہلی میں پیدا ہوئے، تاریخی نام ''غلام حلیم'' ہے، جس کے ۱۱۵۹؍اعداد بنتے ہیں، آپ کا سلسلہ نسب ۳۴ واسطوں سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس طرح منتہی ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم بن وجیہہ الدین شہید بن معظم بن منصور بن احمد بن محمود بن قوام الدین عرف قوازن بن قاضی قاسم بن قاضی کبیر عرف قاضی بدھا بن عبدالملک بن قطب الدین بن کمال الدین بن شمس الدین المفتی عرف قاضی پران بن شیر ملک بن عطا ملک بن ابوالفتح ملک بن عمروالحاکم مالک بن عادل ملک بن فاروق بن جرجیس بن احمد بن محمد شہریار بن عثمان بن ہامان بن ہمایوں بن قریش بن سلیمان بن عفان بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(نواب مبارک علی خاں، کمالات عزیزی، مرتبہ مولوی سید ظہیر الدین احمد ولی اللّٰہی دہلوی نبیرۂ مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی، سن تالیف ۱۲۸۹ھ/ ۱۸۷۲ء، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۹۸۲ء، ص ۸)

آپ نے بچپن ہی قرآن کریم حفظ کرلیا تھا، پہلے سال جب قرآن مجید سنایا، نماز تراویح ختم ہوئی تھی کہ ایک سوار بہت خوب زرہ بکتر وغیرہ لگائے برچھا ہاتھ میں لئے تشریف لائے اور کہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے ہیں؟ جو لوگ وہاں بیٹھے تھے سب اٹھ کر دوڑے اور اس سوار کو گھیر لیا اور پوچھا کہ حضرت یہ آپ کیا فرما رہے ہیں اور آپ کا نام کیا ہے؟، انہوں نے فرمایا! ابوہریرہ، جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم

www.IslamicEducation.com

عبدالعزیز کا کلام مجید سننے چلیں گے، پھر مجھے ایک کام کے واسطے بھیج دیا، اس لئے میں دیر سے پہنچا ہوں، اتنی بات کی اور غائب ہوگئے۔ (نواب مبارک علی خاں، کمالات عزیزی، مرتبہ مولوی ظہیرالدین ولی اللٰہی، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۲ء، ص ۱۹)

پندرہ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) سے تمام علوم عقلیہ ونقلیہ اور کمالات ظاہری و باطنی سے فراغت حاصل کی، بعض کتب حدیث کی سند اپنے والد ماجد کے اجل تلامذہ حضرت شاہ محمد عاشق پھلتی رحمتہ اللہ علیہ۔

(شاہ محمد عاشق بن شاہ عبیداللہ بن شاہ محمد صدیقی رحمہم اللہ تعالیٰ، ۱۱۱۰ھ میں پھلت (ضلع مظفر نگر، یوپی، ہندوستان) میں پیدا ہوئے، آپ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ممیرے بھائی تھے، آپ کے والد شاہ ولی اللہ کے حقیقی ماموں اور آپ کے دادا شاہ محمد، شاہ ولی اللہ کے حقیقی نانا اور شاہ عبدالرحیم کے خسر تھے، آپ شاہ ولی اللہ سے چار سال بڑے تھے، آپ شاہ ولی اللہ کے نسبتی بھائی بھی تھے، شاہ ولی اللہ کا پہلا عقد آپ کی حقیقی بہن سے ہوا تھا، جن کے بطن سے شاہ ولی اللہ کے سب سے بڑے فرزند شاہ محمد اور ان کی دو بہنیں تھیں، آپ کو شاہ ولی اللہ سے مصاہرت کا تعلق بھی تھا، آپ کے دو فرزندوں شاہ عبدالرحمٰن اور شاہ عبدالرحیم فائق کے عقد علی الترتیب شاہ ولی اللہ کی دو صاحبزادیوں (امتہ العزیز اور فرخ بی) سے ہوا تھا، آپ کو بچپن ہی سے علم حاصل کرنے کا شوق تھا، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی، ۱۱۴۴ھ میں حج وزیارت سے فارغ ہوکر شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کے ساتھ حرمین میں شیخ ابوطاہر کردی مدنی علیہ الرحمہ سے حدیث پڑھی اور شیوخ حجاز سے صحیح بخاری اور سنن دارمی کے درس میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے شریک رہے۔

آپ نے دوران تعلیم شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ سے بیعت کرلی تھی اور مسجد الحرام میں میزاب رحمت کے نیچے بیعت ثانیہ بھی کی، علم ومعرفت میں آپ نے وہ مقام حاصل کیا جو شاہ ولی اللہ کے شاگردوں میں کسی اور کو حاصل نہیں ہوسکا، آپ کا مستقل قیام پھلت ہی میں رہا، مگر تحصیل علم کے عہد کے علاوہ بھی بکثرت دہلی آتے جاتے رہے، ہر سال ماہ صیام میں دہلی آکر شاہ صاحب کے ساتھ معتکف رہتے تھے، شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ سے مسلسل مراسلت کرتے رہتے تھے، شاہ صاحب کے مسودات کی تبییض کے علاوہ ان کے مختلف شذرات کی جمع وترتیب بھی عمر بھر بڑے اہتمام اور ذوق وشوق سے کرتے رہے، شاہ صاحب کے مکاتیب کو محفوظ رکھتے تھے، آپ شاہ صاحب کے اداشناس اور اسرار ورموز کے ترجمان وامین تھے، شاہ ولی اللہ صاحب بھی آپ سے خصوصی محبت کرتے تھے، کہیں ان کو ''اعز اخوان واجلہ خلاّن''،

کہیں سجادہ نشین اسلاف کرام، کہیں وعاء علمی وحافظ اسراری وناظور کتبی والباعث علی السوید اکثر منھا والمباشر لتبییضہ (میرا ظرف علم، میرے اسرار کے امین، میری کتابوں کے نگران، میری اکثر کتابوں کے سبب تالیف میرے مسودات کو صاف کرنے والے) لکھا ہے۔ شیخ ابوطاہر کردی مدنی علیہ الرحمہ نے جو سند شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کو عطا کی تھی، اس میں شیخ محمد عاشق کے متعلق لکھا ''انہ مرأۃ کمالہ وخدین جمیل خصالہ'' یعنی موصوف ان کے کمال کا آئینہ اوران کے خصائل نیک کا رخسار ہیں''۔ شاہ ولی ان کو مخاطب فرما کر کہتے ہیں!

یحدثنی نفسی بانک واصل

الی نقطتہ قصواء وسط المرکز

وانک فی تیک البلاد مفخم

یکفیک یوماً کل شیخ وناھز

آپ کی تصانیف سبیل الرشاد، (فارسی زبان میں تصوف پر نہایت اچھی اورمبسوط کتاب) شرح خیرالکثیر، (شاہ ولی اللہ کی کتاب ''الخیرالکثیر'' کی شرح)، درایات الاسرار، شرح اعتصام الامین، کشف الحجاب، تذکرۃ الواقعات، مکاتیب شاہ ولی اللہ اور القول الجلی فی ذکر آثار ولی (فارسی زبان میں شاہ ولی اللہ کے حالات پر نہایت قدیم تالیف ہے، اب دہلی سے اس کے مخطوطہ کا عکس شائع ہوگیا ہے اور خانقاہ کاکوری ضلع لکھنؤ سے اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے) مشہور ہیں، آپ کی وفات ۱۱۸۷ھ میں ہوئی۔ (ماخوذ۔ القول الجلی کی بازیافت از حکیم محمود احمد برکاتی، مطبوعہ رضا اکیڈمی لاہور ۱۹۹۱ء، ص ۱۲، ۱۳۔ نزھتہ الخواطر، از عبدالحی حسنی، جلد ۶، ص ۳۲۸، ۳۳۰) اور خواجہ امین اللہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ سے لی (خواجہ امین اللہ کشمیری، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے ممتاز شاگردوں میں سے تھے، شاہ صاحب نے بعض رسالے ان کی خاطر تصنیف کئے، ۱۱۸۷ھ میں وفات پائی۔ (نزھتہ الخواطر، از عبدالحی حسنی، جلد ۶، ص ۲۸۶) علم فقہ اپنے خسر مولوی نور اللہ علیہ الرحمہ سے حاصل کیا۔ آپ تمام علوم ظاہری وباطنی کے جامع تھے، صاحب زہد وتقویٰ تھے، اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ (رحمٰن علی، تذکرہ علمائے ہند: ترجمہ وحواشی وتکملہ، پروفیسر محمد ایوب قادری، کراچی، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، ۱۹۶۱ء، ص ۳۰۲)

بیعت حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجھہ الکریم

ایک مرتبہ عالم رویاء میں آپ کو حضرت اسد اللہ الغالب سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضوری

www.IslamEducation.com

حاصل ہوئی، آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کر کے فیض یاب ہوئے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (اے عبدالعزیز) فلاں شخص نے ایک کتاب ہماری مذمت میں پشتو زبان میں لکھی ہے، اس کے باپ کا نام، مقام سکونت اور کتاب کا نام بھی ظاہر فرمایا، آپ نے عرض کی، حضور! میں پشتو زبان نہیں جانتا، حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا! کچھ مضائقہ نہیں، آپ خواب سے بیدار ہوئے، بعد تلاش کتاب دستیاب ہوئی تو آپ نے اس کا جواب پشتو زبان میں لکھ کر پھیلایا۔ (مبارک علی خاں، نواب، کمالاتِ عزیزی: مرتبہ، مولوی سید ظہیر الدین احمد، کراچی، ۱۹۸۲ء۔ص ۱۶)

کشفِ باطن

کشف باطن آپ کا ایسا تھا کہ جب نماز جمعہ کے واسطے جامع مسجد (دہلی) میں تشریف لے جاتے تو عمامہ آنکھوں پر رکھ لیتے، شیخ فصیح الدین جو کہ اکثر آپ کی خدمت میں رہتے تھے، عرض کیا! کہ حضرت اس کی کیا وجہ ہے جو آپ اس طرح رہتے ہیں، آپ نے اپنی کلاہ اُتار کران کے سر پر رکھ دی، وہ فوراً بے ہوش ہو گئے، جب دیر بعد افاقہ ہوا تو عرض کیا کہ سو، سوا سو لوگوں کی شکل آدمی کی تھی باقی کوئی ریچھ، کوئی بندر اور کوئی خنزیر کی شکل تھا، اس وقت مسجد میں پانچ چھ ہزار آدمی تھے، حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے فرمایا! میں کس کی طرف دیکھوں، اسی باعث نہیں دیکھتا۔ (مبارک علی خاں، نواب، کمالاتِ عزیزی: مرتبہ، مولوی سید ظہیر الدین احمد، کراچی، ۱۹۸۲ء۔ص ۲۱)

آپ کی ذات سے برصغیر پاک و ہند میں علوم اسلامیہ خصوصاً تفسیر و حدیث کا بڑا چرچا ہوا، سرسید احمد خاں نیچری علی گڑھی لکھتے ہیں!

''علمائے متبحر اور فضلائے مفضی المرام باوجود نظر غائر اور احاطۂ جزئیات مسائل کے، جب تک اپنا سمجھا ہوا حضرت کی خدمت میں عرض نہ کر لیتے تھے، اس کے اظہار میں لب کو وانہ کرتے تھے اور اس کے بیان میں زبان کو جنبش نہ دیتے تھے، حافظہ آپ کا نسخۂ لوح تقدیر تھا، بارہا اتفاق ہوا کہ کتب غیر مشہورہ کی اکثر عبارات طویل اپنی یاد کے اعتماد پر طلباء کو لکھوا دیں اور جب اتفاقاً کتابیں دستیاب ہوئیں تو دیکھا گیا کہ جو عبارت آپ نے لکھوا دی تھی اس میں من وعن کا فرق نہ تھا''۔ (پانی پتی، محمد اسماعیل (مرتب)، مقالاتِ سرسید (شانزدہم): لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۵ء، ص ۲۷۵)

تلامذہ

جب آپ مسند و تدریس پر رونق افروز ہوئے تو شائقین علم نے دور دور سے آکر آپ سے اکتساب علم کیا، آپ کا

سلسلہ تلمذ بہت وسیع ہوا، چند نام یہ ہیں:

شاہ رفیع الدین دہلوی (متوفی ۱۲۳۳ھ)

شاہ عبدالقادر دہلوی (متوفی ۱۲۳۰ھ)

شاہ محمد اسحاق دہلوی (متوفی ۱۲۶۲ھ)

مولانا ظہور الحق پھلواروی (متوفی ۱۲۳۴ھ)

شاہ عبدالرؤف نقشبندی (متوفی ۱۲۴۹ھ)

شاہ ابو سعید دہلوی (متوفی ۱۲۵۰ھ)

شاہ عبدالغنی پھلواروی (متوفی ۱۲۷۲ھ)

شاہ مخصوص اللہ دہلوی (متوفی ۱۲۷۳ھ)

شاہ احمد سعید مجددی دہلوی (متوفی ۱۲۷۷ھ)

مولانا فضل حق خیر آبادی (متوفی ۱۲۷۸ھ)

شاہ سلامت اللہ کشفی بدایونی (متوفی ۱۲۸۱ھ)

شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی (متوفی ۱۳۱۳ھ)

مفتی صدرالدین آزردہ دہلوی (متوفی ۱۲۸۵ھ)

مخدوم سید آل رسول مارہروی (متوفی ۱۲۹۶ھ)[۹]

(قادری، محمود احمد، تذکرہ علمائے اہل سنت: مظفر پور، ۱۳۹۱ھ، ص ۲۲۔

اہل سنت کی آواز (مجلّہ سالنامہ): (خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ۔ ضلع ایٹہ، یوپی) شمارہ اکتوبر ۱۹۹۹ء، ص ۱۶۷)

تصانیف

آپ کی تصانیف میں سے چند کے نام یہ ہیں:

۱۔ تفسیر فتح العزیز۔ ۲۔ تحفہ اثنا عشریہ۔ ۳۔ سرّ الشہادتین۔ ۴۔ بستان المحدثین۔ ۵۔ عجالہ نافعہ۔ ۶۔ حاشیہ القول الجمیل۔ ۷۔ سرالجلیل فی مسئلہ التفضیل۔ ۸۔ وسیلۂ نجات۔ ۹۔ عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس۔ ۱۰۔ رسالہ فیض عام۔ ۱۱۔ اصول مذہب حنفی۔ ۱۲۔ حاشیہ صدرا۔ ۱۳۔ حاشیہ میر زاہد امور عامہ۔ ۱۴۔ تحقیق الرویاء۔ ۱۵۔ میزان

البلاغت۔۱۶۔ میزان العقائد۔۱۷۔ حاشیہ علی المقدمہ السنیہ۔۱۸۔ مایجب حفظہ للناظر۔۱۹۔ الاحادیث الموضوعہ۔۲۰۔فتاویٰ عزیزی۔۲۱۔ملفوظات عزیزی۔۲۲۔تضمین قصیدہ شاہ ولی اللہ وغیرہ۔

(برکاتی، حکیم محموداحمد، شاہ ولی اللہ اوران کا خاندان: لاہور، مجلس اشاعت اسلام، ۱۹۷۶ء، ص۱۵۳)

شاہ عبدالعزیز محدّث دھلوی کی تالیفات میں تحریفات

بعض لوگوں نے آپ کی زندگی ہی میں آپ کی کتابوں میں تحریف کردی تھی، چنانچہ شاہ ولی اللہ دہلوی خاندان پر تحقیق میں سند کا درجہ رکھنے والے مشہور اہل علم حکیم محمود احمد برکاتی لکھتے ہیں!

''شاہ عبدالعزیز نے ''تحفہ اثنا عشریہ'' کی تالیف ۱۲۰۴ھ/۱۷۹۰ء میں مکمل کی اور اس کی اشاعت ۱۲۱۵ھ/۱۷۹۹ء میں کلکتہ سے ہوئی تھی اور اس فوراً بعد تحفہ کی عبارات میں تحریف کے سلسلے کا آغاز ہوگیا، ایک معتقد نے لکھنؤ سے ایک ایسی محرفہ اور خلاف عقیدہ اہل سنت عبارت ''تحفہ'' کے ایک نسخہ میں دیکھ کر شاہ صاحب کی خدمت میں عریضہ لکھ کر خلش دور کرنے کی درخواست کی تو شاہ صاحب نے جواب میں تحریر فرمایا کہ!

"وتعریضات درباب معاویہ رضی اللہ عنہ ازیں فقیر واقع نشدہ اگر نسخہ از تحفہ اثنا عشریہ یافتہ شد الحاق کسے خواھد بود کہ بنا بر فتنہ انگیزی وکید ومکر کہ بنا مذھب ایشاں یعنی گروہ رفضہ از قدیم برھمیں امور است ایں کار کردہ باشد چنانچہ بسمع فقیر رسیدہ کہ الحاق شروع کردہ اند اللہ خیر حافظا وایں تعریضات در نسخ معتبرہ التبتہ یافتہ نخواھد شد"۔

(فضائل صحابہ واہل بیت مع مقدمہ پروفیسر محمد ایوب قادری طبع لاہور)

(برکاتی، حکیم محموداحمد، شاہ ولی اللہ اوران کا خاندان: لاہور، مجلس اشاعت اسلام، ۱۹۷۶ء، ص۵۷)

ترجمہ۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر چوٹیں میں نے نہیں کیں، اگر تحفہ اثنا عشریہ کے کسی نسخے میں ایسی عبارتیں ہیں تو وہ کسی نے اپنی طرف سے بڑھادی ہوں گی، کیونکہ روافض کے مذہب کی بنیاد ہی شروع ہی سے فتنہ انگیزی اور مکر وکید پر ہے، یہ کام بھی انہوں نے کیا ہوگا، چنانچہ میں نے سنا ہے کہ تحفہ میں بھی انہوں نے الحاق شروع کردیا ہے۔

قاری عبدالرحمٰن پانی پتی (متوفی ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۶ء) شاگرد رشید شاہ محمد اسحاق دہلوی (متوفی ۱۲۶۲ھ/

۱۸۴۵ء)اپنی کتاب ’’کشف الحجاب‘‘میں لکھتے ہیں!

’’اورایسا ہی ایک اورجعل (غیر مقلدین) کرتے ہیں کہ سوال کسی مسئلہ کا بنا کراوراس کا جواب موافق اپنے مطلب کے لکھ کرعلمائے سابقین کے نام سے چھپواتے ہیں، چنانچہ بعض مسئلے مولانا شاہ عبدالعزیز کے نام سے اور بعض مسئلے مولوی حیدرعلی کے نام سے علیٰ ہذاالقیاس چھپواتے ہیں‘‘۔

(قاری عبدالرحمٰن پانی پتی، کشف الحجاب: لکھنؤ، ۱۲۹۸ھ، ص۹)

(چند سال ہوئے اس رسالہ کو مرکزی جماعت القراء پاکستان، کراچی نے حکیم محمود احمد برکاتی کی تقدیم کے ساتھ شائع کردیا ھے)

علامہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی (متوفی ۱۹۹۳ء) کتاب ’’القول الجلی‘‘ کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں!

’’افسوس مولوی اسماعیل کے پیروان اس کام میں بہت بڑھ گئے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت شاہ عبدالعزیز کی تحریرات ومکتوبات، حضرت شاہ عبدالقادر کا ترجمہ قرآن اوران کی کتابیں، حضرت مجدد الف ثانی، ان کی اولاد، حضرت شاہ غلام علی، حضرت شاہ علم اللہ رائے بریلوی اور دیگرا کابرین کے احوال میں بہت سی تحریفات کرکے محمد بن عبدالوہاب نجدی اور مولوی اسماعیل کا ہمنوا سب کوقرار دیا، اللہ تعالیٰ اس کتاب ’’القول الجلی‘‘ کوان لوگوں سے محفوظ رکھے اور یہ کتاب بلاکسی تصرف کے چھپے‘‘۔

(شاہ ابوالحسن زید فاروقی، مقدمہ القول الجلی: دہلی، شاہ ابوالخیرا کادمی، ۱۹۸۶ء، ص۵۵۲)

شاہ ولی اللہ دہلوی کے خاندان کے ایک فرداوران کی تصانیف کے مشہور ناشرظہیرالدین سید احمد ولی اللّٰہی، نبیسۂ شاہ رفیع الدین دہلوی، جنہوں نے شاہ ولی اللہ دہلوی کی تصانیف کی بڑی تعداد طبع وشائع کر کے وقف عام کی ہے، انہوں نے سب سے پہلے اس کی طرف توجہ دلائی، چنانچہ وہ شاہ ولی اللہ صاحب کی ایک کتاب ’’تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء‘‘ کے آخر میں لکھتے ہیں!

’’بعد حمد وصلوٰۃ کے بندہ محمد ظہیر الدین عرف سید احمد اوّل گذارشکرتا ہے بیچ خدمت شائقین تصانیف حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ومولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا آجکل بعض لوگوں نے بعض تصانیف کواس خاندان کی طرف منسوب کردیا ہے اور درحقیقت وہ تصانیف اس خاندان میں سے کسی کی نہیں، اور بعض لوگوں نے جوان کی تصانیف میں اپنے عقیدے کے خلاف بات پائی تواس پرحاشیہ

جڑا اور موقعہ پایا تو عبارت کو تغیّر وتبدیل کر دیا، تو میرے اس کہنے سے یہ عرض ہے کہ جواب تصانیف ان کی چھپیں، اچھی طرح اطمینان کر لیا جائے جب خریدنی چاہیں‘‘۔

(محمد ایوب قادری، شاہ ولی اللہ کی منسوب تصانیف: مشمولہ : الرحیم (ماہنامہ) : حیدر آباد، شمارہ ، جون ۱۹۶۴ء، ص ۲۰۔ بحوالہ ’’تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء‘‘ از شاہ ولی اللہ دہلوی، مطبوعہ مطبع احمدی، کلاں محل متعلق مدرسہ عزیزی دہلی، باہتمام ظہیر الدین ولی اللّٰہی، سن طباعت ندارد۔)

حضرت شاہ رؤف احمد رافتؔ نقشبندی مجددی مصطفےٰ آبادی رحمۃ اللہ علیہ (شاہ رؤف احمد رافتؔ ابن شاہ شعور احمد ۱۴ محرم الحرام ۱۲۰۱ھ/ ۱۷۸۶ء کو رام پور (یو۔پی۔ ہندوستان) میں پیدا ہوئے، ظاہری علوم کی تحصیل شاہ عبدالعزیز دہلوی سے کی، خرقۂ خلافت شاہ غلام علی دہلوی سے پایا اور بھوپال میں مقیم ہوگئے، اردو میں قرآن مجید کی تفسیر لکھی، جس کا آغاز ۱۲۳۹ھ میں ہوا اور ۱۲۴۸ھ میں اختتام ہوا، اپنے مرشد کے ملفوظات ’’درالمعارف‘‘ کے نام سے فارسی میں لکھے، دیوان رافت (ہندی، فارسی)، مثنوی اسرار غیب، مراتب الوصول، معراج نامہ، مثنوی یوسف زلیخا، جواہر علویہ، رسالہ صادقہ مصدوقہ، سلوک العارفین، شراب رحیق، ارکان اسلام، آپ کی تصنیف ہیں، آپ مفسر، محدث اور فقیہ تھے، آپ شاہ ابوسعید دہلوی (متوفی ۱۲۵۰ھ) کے خالہ زاد بھائی تھے، بھوپال سے حج کے لئے گئے تو یلملم کے قریب ۱۲۴۹ھ/۱۸۳۳ء میں وصال ہوا، درالمعارف فارسی مطبوعہ ترکی اور حدائق الحنفیہ مطبوعہ سہیل اکیڈمی میں تاریخ وصال ۱۲۵۳ھ لکھی ہے، تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے، تذکرہ علماء ہند از مولوی رحمٰن علی، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء، اور تذکرہ کاملان رام پور از مولوی احمد علی، مطبوعہ پٹنہ ۱۹۸۶ء۔) حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی اولاد میں سے تھے اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، آپ نے تفسیر عزیزی کی ایک عبارت کو الحاقی قرار دیا، لکھتے ہیں!

’’جاننا چاہیئے کہ تفسیر فتح العزیز میں کسی عدو نے الحاق کر دیا ہے اور یوں لکھا ہے کہ اگر کسی بکری کو غیر کے نام سے منسوب کیا ہو تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوتی اور غیر کے نام کی تاثیر اس میں ایسی ہوگئی کہ اللہ کے نام کا اثر ذبح کے وقت حلال کرنے کے واسطے بالکل نہیں ہوتا، سو یہ بات کسی نے ملا دی ہے۔

خود مولانا و مرشدنا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کبھی ایسا سب مفسرین کے خلاف نہ لکھیں گے اور ان

مرشد اور استاد اور والد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے ''فوز الکبیر فی اصول التفسیر'' میں ''ما اھل'' کا معنی ''ما ذبح'' لکھا ہے، یعنی ذبح کرتے وقت جس جانور پر بت کا نام لیوے، سو حرام اور مردار کے جیسا ہے، اور بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا، سو کیوں کر حرام ہوتا ہے۔

بعضے نادان تو حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مولد شریف کی نیاز، حضرت پیران پیر کی نیاز اور ہر ایک شہداء، اولیاء کی نیاز فاتحہ کے کھانے کو بھی حرام کہتے ہیں اور یہ آیت دلیل لاتے ہیں کہ غیر خدا کا نام جس پر لیا گیا، سو حرام ہے، واہ واہ کیا عقل ہے، ایسا کہتے ہیں اور پھر جا کر نیاز فاتحہ کا کھانا بھی کھاتے ہیں''۔

(شاہ رؤف احمد رافت، تفسیر رؤفی [ج ا]: بمبئی، مطبع فتح الکریم، ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء، ص ۱۳۹)

مشہور محقق حکیم محمود احمد برکاتی صاحب لکھتے ہیں!

''مولوی سید احمد ولی اللّٰہی نے شاہ عبد العزیز کے ملفوظات مطبوعہ میرٹھ کو جعلی بتایا ہے۔ (انفاس العارفین مطبوعہ مطبع احمدی دہلی، صفحہ آخر) ہماری ناقص رائے میں مولوی سید احمد کی یہ رائے کلیتہً تو صحیح نہیں ہے، ملفوظات شاہ صاحب کے ہی ہیں، مگر ان میں الحاق ضرور ہوا ہے اور بعض فحش اشعار اور فحش واقعات درج کر دیئے گئے ہیں''۔ (حکیم محمود احمد برکاتی، شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کا خاندان: لاہور، مرکز اشاعت اسلام، ۱۹۷۶ء، ص ۵۷)

اولاد

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی اولاد میں تین صاحبزادیاں تھیں، آپ کے ہاں کوئی نرینہ اولاد پیدا نہ ہوئی، تینوں صاحبزادیاں آپ کی زندگی میں وفات پا گئیں تھیں، سب سے بڑی بیٹی کا عقد شاہ رفیع الدین کے بڑے بیٹے مولوی محمد عیسیٰ سے ہوا، دوسری بیٹی کا عقد شیخ محمد افضل محدث لاہوری سے ہوا، ان سے دو بیٹے مولانا محمد اسحاق اور مولانا محمد یعقوب پیدا ہوئے، تیسری صاحبزادی کا عقد آپ کی بیوی کے بھتیجے مولای عبد الحی بڈھانوی سے ہوا، لیکن ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ (ثریا ڈار، ڈاکٹر، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور ان کی علمی خدمات: لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۹۱ء، ص ۱۲۱)

وفات

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے ۷ رشوال ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء کو وفات پائی، پچپن بار نماز جنازہ پڑھی گئی، ترکمان دروازہ کے باہر قبرستان مہندیاں میں اپنے والد ماجد شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کے پہلو میں دفن ہوئے، حکیم مومن خاں مومنؔ دہلوی نے تاریخ وفات کہی۔

دست بیداد اجل سے بے سروپا ہوگئے

فقر دین، فضل وهنر، لطف وکرم، عمل وعلم

ق ی ن ط ر ل م

۱۲ ھ ۳۹

(چشتی، عبدالحلیم، فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ: کراچی، نور محمد کارخانہ، ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۴ء، ص ۲۷۶۔ اکرام، شیخ محمد، رود کوثر: لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۸۷ء، ص ۵۹۵۔ رحمٰن علی، تذکرہ علمائے ہند: مترجم، پروفیسر محمد ایوب قادری، کراچی، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی، ۱۹۶۱ء، ص ۳۰۲۔ برکاتی، حکیم محمود احمد شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان: ص ۱۵۱)

مسلك شاه عبدالعزیز محدّث دهلوی

استعانت

''ایاک نستعین'' کے تحت فرماتے ہیں!

"درین جاباید فهمید که استعانت از غیر بوجهے که اعتماد برآں غیر باشد داد را مظهر عون الٰهی نداند حرام است واگر التفات محض بجانب حق است و اُو را یکے از مظاهر عون دانسته ونظر بکار خانۂ اسباب و حکمت او تعالیٰ دراں نمود بغیر استعانت ظاهر نمائد دور از عرفان نخواهد بود و در شرع نیز جائز و روا است و انبیاء واولیاء ایں نوع استعانت بغیر کرده اند ودر حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکه استعانت بحضرت حق است لا غیر"۔

(محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز، تفسیر عزیزی [ج ۱]: دہلی، مطبع مجتبائی ۱۳۴۸ھ، ص ۸)

ترجمہ۔ اس جگہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ غیر سے اس طرح استعانت حرام ہے کہ اعتماد اس غیر پر ہو اور اُسے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر نہ جانے، اور اگر توجہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر جانے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور کارخانۂ اسباب پر نظر کرتے ہوئے اس غیر سے ظاہری استعانت کرے تو یہ راہِ معرفت سے دور نہ ہوگا اور شریعت میں جائز اور روا ہے، اس قسم کی استعانت انبیاء و اولیاء نے غیر سے کی ہے، درحقیقت استعانت کی یہ قسم غیر سے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے ہے۔

سورۃ عبس، پارہ ۳۰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں!

" از اولیائے مدفونین و دیگر صلحائے مومنین انتفاع و استفادہ جاری است و آنہارا افادہ و اعانت نیز مقصود۔"

(محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز، تفسیر عزیزی [ج ا]: دہلی، مطبع مجتبائی ۱۳۴۸ھ، ص ۵ (پارہ عم)

ترجمہ۔ یعنی مدفون اولیائے کرام اور دیگر نیک مامنین سے نفع اٹھانے اور فائدہ حاصل کرنے کا سلسلہ اب بھی جاری ہے اور ان کو فائدہ پہنچانے کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔

سورۃ انشقت، پارہ ۳۰ کی تفسیر میں فرماتے ہیں!

" بعضے از خواص اولیاء اللہ راکہ آلہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بہ جہت کمال وسعت تدراك آنہا مانع توجہ بایں سمت نمے گردد واویسیاں تحصیل کمالات باطنی از آنہا مے نمائندہ و ارباب حاجات ومطالب حل و مشکلات خود از آنہامے طلبند و می پابند و زبان حال دراں وقت ہم مترنم بایں مقالات است" من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن۔"

(محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز، تفسیر عزیزی [ج ا]: دہلی، مطبع مجتبائی ۱۳۴۸ھ، ص ۱۱۳)

ترجمہ۔ بعض خاص اولیاء اللہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے بندوں کی ہدایت وارشاد کے لئے پیدا کیا، ان کو اس حالت میں بھی اس عالم کے تصرف کا حکم ہوا ہے اور اس طرف متوجہ ہوتے ہیں، ان کا استغراق

www.IslamiEducation.com

بوجہ کمال وسعت تدارک انہیں روکتا ہے، اور اویسی سلسلہ کے لوگ باطنی کمالات انہی سے حاصل کرتے ہیں، حاجت منداور اہل غرض لوگ اپنی مشکلات کا حل انہی سے چاہتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہ پاتے بھی ہیں اور زبان حال سے یہ ترنم سے پڑھتے ہیں ''اگر تم میری طرف بدن سے آؤ گے تو میں تمہاری طرف جان سے آؤں گا''۔

الحمدللہ یہی مسلک حق اہل سنت کا عقیدہ ہے، آیت '' **ایاک نعبد و ایاک نستعین**'' کی تفسیر میں ترجمہ ''کنزالایمان'' کا حاشیہ ''تفسیر خزائن العرفان'' مطالعہ فرمایا جائے۔

اھل قبور سے استمداد

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں!

''اہل قبور میں سے بعض بزرگ کمال میں مشہور ہیں اور ان کا کمال متواتر طور پر ثابت ہے، ان بزرگوں سے استمداد کا طریقہ یہ ہے کہ اس بزرگ کی قبر کے سرہانے کی جانب قبر پر انگلی رکھے اور شروع میں سورۂ بقرہ سے مفلحون تک پڑھے، پھر قبر کی پائنتیوں کی طرف سے جاوے اور ''امن الرسول'' آخر سورۃ تک پڑھے اور زبان سے کہے کہ اے میرے حضرت فلاں کام کے لئے درگاہِ الٰہی میں دُعا والتجا کرتا ہوں، آپ بھی دعا کریں، پھر قبلہ کی طرف منہ کرکے اپنی حاجت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعاوالتجا کرے''۔

(محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز، کمالات عزیزی، : مرتبہ، ظہیر الدین دہلوی، کراچی ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، ۱۹۸۲ء، ص ۴۸)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کو دھاندلی سے اپنا بزرگ بتانے والے، کیا اہل قبور سے اس طرح کی استمداد کے قائل ہیں؟۔ اگر نہیں تو اس طریقۂ استمداد بتانے والے حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ پر کیا فتویٰ ہے؟۔

وسیلۂ عظمیٰ

''طبرانی نے معجم صغیر اور حاکم اور نعیم اور بیہقی نے حضرت امیرالمومنین عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم (علیہ السلام) سے یہ لغزش سرزد ہوئی اور ان پر عتاب الٰہی نازل ہوا، توبہ قبول ہونے میں حیران تھے کہ اتنے میں ان کو یاد آیا کہ مجھ کو جس وقت خدا تعالیٰ نے پیدا کیا تھا اور روح خاص میرے اندر پھونکی تھی، اس وقت میں نے اپنے سر کو عرش

کی طرف اٹھایا تھا، اس جگہ لکھا دیکھا تھا ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ ، یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ قدر کسی شخص کی اللہ کے نزدیک برابر قدر اس شخص کے نہیں، کہ نام اس کا اپنے نام کے ساتھ برابر رکھا ہے، تدبیر یہ ہے کہ میں بحق اسی شخص کے سوال مغفرت کروں، پس دعا میں کہا ”اسئلک بحق محمد ان تغفر لی......“ حق تعالیٰ نے ان کی بخشش کی اور وحی بھیجی کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو کہاں سے جانا تو نے، انہوں نے تمام ماجرا عرض کیا، حکم پہنچا کہ اے آدم! محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سب پیغمبروں سے پچھلا پیغمبر ہے اور تیری اولاد میں سے ہے، اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھ کو پیدا نہ کرتا“۔

(محدث دہلوی ، شاہ عبدالعزیز، تفسیر عزیزی [ج ۱]: کراچی، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، ۱۳۹۷ھ، ص ۳۳۹)

پاک و ہند کے غیر مقلدین، سعودی وہابیوں کی تقلید میں اعمال صالحہ کے وسیلہ کے تو قائل ہیں مگر ذوات کے وسیلہ کا انکار کرتے ہیں کہ کسی بھی بزرگ نیک صالح شخص کی ذات کو وسیلہ ماننا شرک ہے، جو لوگ حج پر جاتے ہیں انہیں حرم پاک میں وعظ کے ذریعے اور لٹریچر کے ذریعے یہی تبلیغ کی جاتی ہے، ان تمام غیر مقلدین کی سند فراغت میں حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا نام لکھا ہوتا ہے، شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے حضور نبی کریم کی ذات اقدس کے وسیلہ کی تائید میں مذکورہ بالا حدیث نقل فرمائی ہے، اور انہوں نے اس کی تردید نہیں کی، کیا غیر مقلدین کا اپنے استاذ الاساتذہ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے متعلق شرک کا فتویٰ ہے یا آنکھیں، کان، منہ بند اور قلم کی حرکت بند؟۔

مسئلہ حاضر وناظر

شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ ”ویکون الرسول علیکم شھیدا“ کے تحت فرماتے ہیں!

”یعنی وباشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین طورکہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است، پس اومے شناسد گناھاں شمار او درجات ایمان شما راو اخلاص و نفاق شمارا او لھذا شھادت او در دنیا و آخرت بہ حکم شرع در حقیقت امت مقبول وواجب العمل است“۔

(محدث دہلوی ، شاہ عبدالعزیز، تفسیر عزیزی: لاہور ، مطبع محمدی لاہور، س ن، ص ۵۱۸۔ پارہ ۲:)

ترجمہ۔ یعنی تمہارے رسول تم پر گواہ ہیں کیونکہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نور نبوت سے ہر دین دار کے

اس رتبہ پر مطلع ہیں کہ جس تک وہ پہنچا ہوا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے، اور اس حجاب سے بھی واقف ہیں کہ جس کی وجہ سے رکا ہوا ہے، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارے گناہوں کو اور تمہارے درجات ایمان کو اور تمہارے نیک و بد اعمال کو اور تمہارے اخلاص و نفاق کو جانتے اور پہچانتے ہیں، اسی لئے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شہادت دنیا و آخرت میں بحکم شرع امت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے۔

دنیا کے تمام وہابیوں ،نجدیوں تبلیغیوں سے سوال ہے کہ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق جس عقیدہ کا اظہار کیا ہے ، کیا ایسا عقیدہ رکھنا ایمان ہے یا کھلا شرک ہے؟۔

”وما اھل بہٖ لغیر اللّٰہ“ کی تفسیر

بعض لوگ اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی ”تفسیر عزیزی“ کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ ایصال ثواب کی خاطر جس جانور کی نسبت کسی بزرگ کی طرف کردی ہو وہ حرام ہے اگر چہ اسے ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا ہی نام لیا جائے۔

اس مسئلہ کی وضاحت میں ضیغم اسلام علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی رحمتہ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی اور فتاویٰ عزیزی کی داخلی شہادتوں سے ثابت کیا ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے نزدیک وہی جانور حرام ہے جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، محض کسی بزرگ کی نسبت کر دینے سے جانور حرام نہیں ہو جاتا، ذیل میں علامہ کاظمی کے رسالہ مبارکہ ”تصریح المقال فی حل امر الاہلال“ سے اس بحث کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔

”حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی میں انواع شرک کے تحت مشرکین کے چند فرقے شمار کئے ہیں، ان میں چوتھا فرقہ پیر پرستوں کا ہے، اس کے متعلق محدث دہلوی نے فرمایا! چوتھا گروہ پیر پرست ہے، جب کوئی بزرگ کمال ریاضت اور مجاہدہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول دعاؤں اور مقبول شفاعت والا ہو کر اس جہان سے رخصت ہو جاتا ہے تو اس کی روح کو بڑی قوت و وسعت حاصل ہو جاتی ہے، جو شخص اس کے تصور کو واسطہ فیض بنا لے یا اس کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ یا اس کی قبر پر سجدہ اور تذلل تام کرے (اس جگہ اصل عبارت یہ ہے)

”یا در مکان نشست و برخاست او، یا بر گور او سجود و تذلل تام نماید“

تو اس بزرگ کی روح وسعت اور اطلاق کے سبب خود بخود اس پر مطلع ہو جاتی ہے اور اس کے حق میں دنیا و آخرت میں شفاعت کرتی ہے۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، تفسیر عزیزی: دہلی، لال کنواں س ن، ص ۱۲۷۔ سورۃ البقرہ)

یہ گروہ واقعی مشرک تھا جو قبروں پر تذلل تام کے ساتھ سجدہ کرتا تھا، علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

"العبادة عبارة عن الخضوع والتزلل" (شامی ، ابن عابدین شامی، ردالمختار [ج۲] : قاہرہ ،س ن، ص ۲۵۷)

ترجمہ۔ خضوع اور تذلل تام کو عبادت کہتے ہیں۔

آج کل کے خوارج کی ستم ظریفی ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے عقیدت مند اہل سنت و جماعت کو پیر پرست کہہ کر مشرک قرار دیتے ہیں، حالانکہ عامۃ المسلمین عبادت اور انتہائی تعظیم صرف اللہ تعالیٰ کے مانتے ہیں کسی دوسرے کے لئے نہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا روئے سخن اُس گروہ مشرکین کی طرف ہے، ان کا طریقہ یہ تھا کہ جانور کی جان دینے کی نذر شیخ سدّو وغیرہ کے لئے مانتے اور اس کی تشہیر کرتے تھے، پھر اسی نیت کے تحت شیخ سدو وغیرہ کے لئے خون بہانے کی نیت سے اسے ذبح کرتے تھے، ظاہر ہے کہ یہ ذبح کسی طرح حلال نہیں ہوسکتا، کم فہم لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ حضرت شاہ صاحب نے محض کسی بزرگ کی طرف نسبت کرنے کی بنا پر ان جانوروں کو حرام قرار دیا ہے، حالانکہ یہ قطعاً باطل ہے اور شاہ صاحب پر بہتان صریح ہے۔

شاہ صاحب نے تفسیر عزیزی میں اپنے موقف کی وضاحت کے لئے تین دلیلیں پیش کی ہیں!

پہلی دلیل: یہ حدیث ہے "ملعون من ذبح لغیر اللہ" ملعون ہے جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا، اس حدیث میں صراحۃً لفظ ذبح مذکور ہے۔

دوسری دلیل: عقلی ہے اس میں یہ تصریح ہے "وجان ایں جانور ازاں غیر قرار دادہ کشتہ اند" یعنی اس جانور کی جان غیر کی ملک قرار دے کر اس جانور کو ذبح کیا ہے، اس عبارت میں دو باتیں ہیں۔

۱۔ جانور کی جان غیر کے لئے مملوک قرار دی۔

۲۔ اس کو ذبح کیا۔

صاف ظاہر ہے کہ اس جانور میں اس لئے خبث پیدا ہوا کہ اسے غیر کے لئے ذبح کیا گیا ہے۔

تیسری دلیل: تفسیر نیشا پوری کی ایک عبارت ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور ذبح کیا اور اس ذبح سے غیر اللہ کا تقرب (بطور عبادت) مقصود ہو تو وہ مرتد ہو گیا اور اس کا ذبیحہ

www.IslamiEducation.com

مرتد کا ذبیحہ ہے۔

اس عبارت میں بھی غیر اللہ کے تقرب کی نیت سے ذبح کا ذکر ہے، ثابت ہوا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ محض کسی اللہ تعالیٰ کے بندے کی نسبت کے مشہور کر دینے کو حرمت کا سبب قرار نہیں دیتے بلکہ ان کے نزدیک غیر اللہ کے لئے ذبح کرنے سے جانور حرام ہوتا ہے اور یہی تمام امت مسلمہ کا عقیدہ ہے۔

حضرت شاہ صاحب ''اُھل'' کا ترجمہ اگر چہ اصل لغت کے اعتبار سے یہ کیا کہ آواز دی گئی ہو اور شہرت دی گئی ہو، لیکن اس سے ان کی مراد وہی شہرت ہے جس پر ذبح واقع ہو، چنانچہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سورۂ بقرہ میں ''وما اھل بہٖ لغیر اللّٰہ'' میں ''بہٖ'' لغیر اللہ سے پہلے ہے، جب کہ سوۂ مائدہ، سورۂ انعام اور سورۂ نحل میں ''لغیر اللّٰہ'' پہلے ہے اور ''بہٖ'' موخر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ''باء'' فعل کو متعدی کرنے کے لئے ہے اور اصل یہ ہے کہ باء فعل کے ساتھ متصل ہو اور دوسرے متعلقات سے پہلے ہو، اس جگہ تو باء اپنے اصل کے مطابق لائی گئی ہے، دوسری جگہوں میں اس چیز کو پہلے لایا گیا ہے، جو جائے انکار ہے۔''پس ذبح بقصد غیر اللہ مقدم آمدہ'' ترجمہ۔لہذا غیر اللہ کے ارادے سے ذبح کرنے کا ذکر پہلے آیا ہے۔(محدّث دہلوی ، شاہ عبدالعزیز، تفسیر عزیزی : دہلی، لال کنواں ، س ن، ص ص ۶۱۱)

اب اگر ''اھــــل'' سے مراد ذبح نہیں ہے تو یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ سورۂ بقرہ کے علاوہ باقی سورتوں میں غیر اللہ کے ارادے سے ذبح کرنے کا ذکر پہلے ہے حالانکہ باقی سورتوں میں بھی ذبح کا ذکر نہیں ہے بلکہ ''اُھِــــلَ'' ہی کا ذکر ہے، ثابت ہوا کہ خود شاہ صاحب کے نزدیک لغیر اللہ کا مرادی معنی غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا ہی ہے۔

مزید تائید کے لئے شاہ صاحب کی ایک اور تحریر ملاحظہ ہو، سوال یہ ہے کہ حضرت سید احمد کبیر کے لئے نذر مانی ہوئی گائے حلال ہے یا حرام؟۔اس کے جواب میں شاہ صاحب فرماتے ہیں!

''ذبیحہ کی حلّت اور حرمت کا دار ومدار ذبح کرنے والے کی نیت پر ہے اگر تقرب الی اللہ کی نیت سے یا اپنے کھانے کے لئے یا تجارت اور دوسرے جائز کاموں کے لئے ذبح کرے تو حلال ہے ورنہ حرام''۔

(محدث دہلوی ، شاہ عبدالعزیز، فتاویٰ عزیزی [ج ا]: دہلی، مطبع مجتبائی، ۱۳۲۲ھ، ص ۲۱)

غور فرمائیں کہ حضرت سید احمد کبیر کے لئے نذر مانی ہوئی گائے کو انہوں نے حرام نہیں کہا، اگر محض تشہیر اور نذر لغیر اللہ موجب حرمت ہوتی تو صاف کہہ دیتے کہ حرام ہے، یوں نہ کہتے کہ ذبح کرنے والے کی نیت اور قصد پر

دارومدار ہے۔

شاہ صاحب اس جواب میں آگے چل کرفرماتے ہیں!

''یعنی ان کی نیت تقرب الیٰ غیراللہ وقت ذبح تک دائم ومستمر رہتی ہے''۔

(محدث دہلوی ،شاہ عبدالعزیز، فتاویٰ عزیزی [ج ۱]: دہلی، مطبع مجتبائی،۱۳۲۲ھ،ص ۲۴)

ثابت ہوا کہ صرف نیت تعظیم لغیر اللہ موجب حرمت نہیں، جب تک کہ وہ نیت وقت ذبح تک دائم وباقی رہے۔

اس مسئلہ میں یہی شاہ صاحب اسی فتاویٰ عزیزی میں فرماتے ہیں!

''جب خون بہانا تقرب الیٰ غیراللہ کے لئے ہوتو ذبیحہ حرام ہو جائے گا،اور جب خون بہانا اللہ کے لئے ہو اور تقرب الی غیر کھانے اور نفع حاصل کرنے کے ساتھ مقصود ہو تو ذبیحہ حلال ہوجائے گا''۔(محدث دہلوی ، شاہ عبدالعزیز، فتاویٰ عزیزی [ج ۱]: دہلی، مطبع مجتبائی،۱۳۲۲ھ،ص ۴۷)

دیکھئے حلت وحرمت ذبیحہ میں کتنا روشن فیصلہ ہے،اس کے باوجود بھی اگر یہ کہا جائے کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃاللہ علیہ محض تشہیر لغیر اللہ کو جانور کے حرام ہونے کی علّت قرار دیتے ہیں،تو ایسا کہنا یقیناً شاہ صاحب پر افتراء عظیم ہوگا،ان کے نزدیک آیۂ کریمہ''وما اھل بہ لغیر اللہ'' کے مرادی معنی قطعاً یہی ہیں کہ جس جانور پر''عندالذبح اہلال لغیر اللہ'' کیا جائے۔

آخر میں ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جولوگ اولیاء کے لئے کوئی جانور نذر مانے،ان سے کہا جائے کہ اس جانور کی بجائے گوشت لے کر اپنی نذر پوری کردو،اگر وہ راضی ہو جائیں تو وہ اپنے اس قول میں سچے ہیں کہ ہماری نیت غیراللہ کے لئے خون بہانے کی نہ تھی،ورنہ سمجھ لینا چاہئیے کہ وہ جھوٹے ہیں اوران کی نیت یہی ہے غیراللہ کی تعظیم کے لئے خون بہایا جائے،شاہ صاحب رحمۃاللہ علیہ کے اس فرمان کے مطابق اس زمانے میں بھی اسی معیار پر جواز وعدم جواز کا حکم لگانا چاہئیے ۔

اس شبہ کا ازالہ یہی ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃاللہ علیہ کا مقرر کردہ معیار مذکوران لوگوں کے حق میں تو درست ہوسکتا ہے جو قبور کی عبادت کرتے تھے اور خود حضرت شاہ صاحب رحمۃاللہ علیہ نے انہیں گروہ مشرکین میں شمار کیا ہے،جیسا کہ اس سے قبل تفسیر عزیزی جلد اول صفحہ ۱۲۷ کی عبارت ہم نقل کر چکے ہیں،لیکن مسلمانوں کے حق میں یہ معیار کسی طرح درست نہیں ہوسکتا،نہ ہی حضرت شاہ صاحب رحمۃاللہ علیہ نے مومنین کے لئے یہ معیار بیان فرمایا ہے،

اس لئے مومن ازروئے قرآن شریف اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ "لن تنالو البر حتیٰ تنفقون مما تحبون" (تم ہرگز نیکی نہیں پا سکتے جب تک اپنی پسندیدہ اور محبوب چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو) اور ظاہر ہے کہ پالے ہوئے جانور سے جو محبت ہوتی ہے، وہ خریدے ہوئے جانور یا گوشت سے نہیں ہو سکتی، اس لئے جو نیکی اور ثواب پالے ہوئے جانوروں کو ذبح کر کے ایصال ثواب کرنے سے حاصل ہوگا، وہ اس کے علاوہ دوسری چیز سے نہیں ہو سکتا۔

علاوہ ازیں اس میں شک نہیں کہ ہر ذبیحہ خواہ وہ اپنے کھانے کے لئے ذبح کیا جائے یا بیچنے کے لئے یا قربانی کے لئے اس کے حلال اور پاک ہونے کی شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کا خون خالص اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لئے بہایا جائے اور ظاہر کہ اللہ کا ذکر اور اس کی تعظیم کے لئے جو کام کیا جائے وہ نیکی اور اطاعت ہے، لہٰذا ہر وہ فعل (جس سے تعظیم خداوندی مقصود ہو) نیکی قرار پائے گا، اور ہر مسلمان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی نیکی کا ثواب کسی مسلمان کو بخش دے، لہٰذا صرف گوشت میں محض گوشت کا ثواب اس بزرگ کی روح کو پہنچے گا اور جانور ذبح کرنے میں گوشت کے علاوہ فعلِ ذبح کا جو ثواب ذابح کو ملا وہ بھی اس بزرگ کی روح کو پہنچ سکتا ہے۔

پس اگر ان وجوہات کی بنا پر کوئی مسلمان جانور کے عوض گوشت لینے پر راضی نہ ہو، تو اس سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ یہ مامن معاذ اللہ ولی کی تعظیم وتقرب کے لئے جانور کا خون بہانے کی نیت رکھتا ہے، نیت فعل قلب ہے، جب باطن کا حال ہمیں معلوم نہیں تو ہم کس طرح مسلمان پر معصیت کا حکم لگا دیں، مومن کے حق میں بدگمانی کرنا حرام ہے۔

یہ خلاصہ ہے حضرت غزالئ زماں ضیغم اسلام علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی محدّث ملتانی قدس سرہٗ (متوفی ۱۹۸۶ء) کی تحقیق کا، یاد رہے کہ یہ گفتگو اس وقت ہے جب یہ تسلیم کرلیا جائے کہ یہ عبارت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور اگر اس عبارت کو الحاقی قرار دیا جائے جیسے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت شاہ رؤف احمد رافت نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ نے فرمایا، تو پھر اس گفتگو کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

علم غیب

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، سورۂ جن، پارہ ۲۹ کی تفسیر میں فرماتے ہیں!

"مطلع نمی کند بر غیب خاص خود هیچ کس را که رفع تلبس واشتباه و خطائے کلی برآں اطلاع باشد مگر کسے که پسند میکند و آں کس رسول باشد

خواہ از جنس ملك و خواہ از جنس بشر مثل حضرت محمد علیه الصلوٰۃ والسلام اورا اظهار بر غیوب خاصه می فرمائید"۔

(محدث دہلوی ،شاہ عبدالعزیز، تفسیر فتح العزیز=(تفسیرعزیزی) : دہلی،ص ۲۶)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ اپنے غیوب خاص پرکسی کواس طرح مطلع نہیں فرماتا کہ بغیرکسی شک وشبہ وخطاء کے یقینی اطلاع اسے ہوجائے مگر وہ شخص جسے اللہ پسند فرمائے اور رسول ہو،خواہ ملائکہ میں سے ہو،خواہ انسانوں میں سے جیسے حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم،اس رسول کواپنے خاص غیبوں پر مطلع فرمادیتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے جانشین بننے والوں وہابی دیوبندیوں سے سوال ہے کہ حضرت شاہ صاحب حضور نبی کریم ﷺ کواللہ کے خاص غیبوں پر مطلع ہونا لکھا ہے تو ایسا عقیدہ رکھنے سے وہ مسلمان رہے یا نہیں؟۔

عدم سا یۂ رسول صلی اللّٰہ علیه وسلم

حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

"وسایه ایشاں بر زمین نمی افتاد"۔

(محدث دہلوی،شاہ عبدالعزیز،تفسیر فتح العزیز،پارہ ۳۰،مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۴۸ھ/۱۹۲۹ء،ص ۲۱۹)

ترجمہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔

تمام وهابیه سے سوال هے که حضرت شاہ عبدالعزیز علیه الرحمه نے حضوراقدس ﷺ کا تاریك سایه نه مان کرمسلك حق اهل سنت کی تائید کی هے یا تردید؟۔

حضرت سیدنا علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه کی نذر نیاز

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

"حضرت امیر و ذریت ورا تمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیه را بایشاں وابسته می دانند وفاتحه ودرود وصدقات ونذر ومنت بنام ایشاں......رائج ومعمول گردیده چنانچه باجمیع اولیاء اللّٰه همیں معامله است"۔

(محدث دہلوی ،شاہ عبدالعزیز، تحفہ اثناءعشریہ : لاہور ، سہیل اکیڈمی ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء،ص ۲۱۴)

www.IslamiEducation.com

ترجمہ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوران کی اولاد پاک کوتمام افرادامت پیروں اورمرشدوں کی طرح مانتے ہیں،امورتکوینیہ کوان کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ درودوصدقات اورنذرنیاز ان کے نام کی ہمیشہ کرتے ہیں جیسا کہ تمام اولیاء کا یہی طریقہ ومعمول ہے“۔

(مشہور دیوبندی ناشرنورمحمدکارخانہ تجارت کتب کراچی نے تحفہ اثناءعشریہ کا جواردوترجمہ شائع کیاہےاس میں اس عبارت کاترجمہ غائب کردیاہے۔ **خلیل رانا**)

دیوبندیوں،وهابیوں اور تبلیغیوں سے سوال هے كه حضرت شاه عبدالعزیز علیه الرحمه نے حضرت علی رضی اللّٰه عنه كی نذرونیاز كے بارے میں تمام امت مسلمه كے جس عقیدے كا ذكر كیا هے اور شرك كا كوئی فتویٰ نهیں لگایا، آخر اس كی كیا وجه هے؟۔ كیا حضرت شاه صاحب بریلوی تهے؟۔

فوت شده بزرگوں كا وسیله

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی مشہور کتاب ”بستان المحدثین“ میں علامہ محدث یحییٰ بن یحییٰ مصمودی اندلسی (سپین۔یورپ) علیہ الرحمہ (متوفی ۲۳۴ھ) کے حالات میں لکھتے ہیں!

”قبر او در قرطبه است مردم در وقت قحط بادی استسقاء میكنند و تبرك میخواهند“۔

(محدث دہلوی ، شاہ عبدالعزیز، بستان المحدثین : مترجم ،کراچی،ایچ ایم سعیدانیڈکمپنی،۱۹۸۴ء،ص۳۹،۴۰)

ترجمہ۔ قرطبہ میں ان کی قبر ہے،خشک سالی میں ان کے طفیل سے لوگ بارش اور برکت طلب کرتے تھے۔

تمام وہابیوں دیوبندیوں سے سوال ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے تیسری صدی ہجری کے سلف صالحین کے جس عقیدہ کا ذکرکیاہے،کیا یہ سب قبر پرست تھے یا صحیح العقیدہ مسلمان تھے؟۔

بزرگوں كے طفیل بلائوں كا دُور هونا

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ”بستان المحدثین“ میں شیخ قاضی حسین بن اسماعیل بن محمد طبی محاملی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۳۰ھ) کے متعلق لکھتے ہیں!

”محمد بن الحسین كه یكے از بزرگان آں عهد بود گفته است كه من من بخواب دیدم كه گویا گویند می گوید حق تعالیٰ از اهل بغداد ببركت محاملی بلا را دفع

می کنند"۔

(محدث دہلوی ، شاہ عبدالعزیز، بستان المحدثین : مترجم ،کراچی،ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی،۱۹۸۴ء،ص ۱۹۴)

ترجمہ۔ محمد بن حسین نے جواس عہد کے بزرگ شخص ہیں، بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ حق تعالیٰ اہل بغداد پر سے حضرت محاملی علیہ الرحمہ کے طفیل اوران کی برکت سے بلا کو دفع کرتا ہے۔

وھابیہ دیوبندیہ سے سوال ھے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے ایک مسلمان بزرگ کو بلائوں کے دفع ھونے کا سبب لکھا ھے، کیا ایسا عقیدہ لکھنا شرک کی تائید ھے یا نہیں ؟حضرت شاہ صاحب نے ایسی بات کیوں لکھ دی؟۔

علم اولیاء اللّٰہ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ "بستان المحدثین" میں لکھتے ہیں!

"علامہ محدث ابن حجر عسقلانی شافعی مصری (شارح صحیح بخاری) رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) کے والد کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی، وہ ایک دن شکستہ خاطر اوررنجیدہ ہوکر مشہور صاحب کرامت ولی اللہ حضرت صنا قبری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو شیخ نے فرمایا! تیری پشت سے ایک فرزند پیدا ہوگا جو اپنے علم سے دنیا کو مالا مال کردے گا"۔

(محدث دہلوی ، شاہ عبدالعزیز، بستان المحدثین : مترجم ،کراچی،ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی،۱۹۸۴ء،ص ۳۰۴)

وھابیہ، دیوبندیہ سے سوال ھے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے محدث ابن حجر علیہ الرحمہ کے والد ماجد کے بارے میں لکھ ا ھے کہ وہ دعا کے لیے ایک بزرگ کے پاس گئے ،کیا اللّٰہ تعالیٰ ان کی نہیں سنتا تھا؟، پھر ان بزرگ کو کیا پتا کہ پیٹ میں لڑکا ھے یا لڑکی؟، امید ھے منکرین اس بارے میں وضاحت کریں گے۔

علم اولیاء اللّٰہ بعد از وفات

شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی علیہ الرحمہ "بستان المحدثین" میں امام محدّث حُمیدی علیہ الرحمہ کے متعلق لکھتے ہیں!

"۱۷ رذی الحجہ ۴۸۸ھ کو حمیدی کی وفات ہوئی، مشہور شافعی فقیہ ابوبکر شامی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، شیخ ابواسحاق شیرازی کی قبر کے نزدیک انہیں دفن کیا گیا، وفات سے قبل آپ نے کئی بار مظفر کو جو بغداد کا

www.IslamiEducation.com

رئیس تھا، یہ وصیت کی تھی کہ مجھے بشر حافی علیہ الرحمہ کے پاس دفن کرنا، اس نے کسی وقتی مانع کے سبب سے ان کی وصیت کے خلاف عمل کیا، اس نے خواب میں دیکھا کہ حمیدی اس سے اس امر کا گلہ اور شکایت کرتے ہیں، ناچار ماہ صفر ۴۹۱ھ میں اس جگہ سے منتقل کر کے حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ کے پاس دفن کیا گیا، یہ حمیدی کی کرامت ہے کہ ان کا کفن تازہ اور بدن بالکل صحیح وسالم تھا اور بہت دور تک اس کی اس کی خوشبو مہک رہی تھی"۔(محدث دہلوی ، شاہ عبدالعزیز، بستان المحدثین : مترجم ، کراچی، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، ۱۹۸۴ء، ص ۲۱۴)

حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے علمی جانشین بننے والے وہابی دیوبندی بتائیں گے کہ امام محدّث حُمیدی علیہ الرحمہ کو وفات کے بعد کیسے پتا چلا کہ وصیت کے خلاف ان کو دوسری جگہ دفن کر دیا گیا ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد اس کی کوئی تردید بھی نہیں کی۔

تصرف واستمداد بعد از وصال

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ "بستان المحدثین" میں لکھتے ہیں!

"حضرت ابوالعباس احمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ برلسی زروق فاسی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۸۹۹ھ) کا ایک قصیدہ ہے جو کہ قصیدہ جیلانیہ (قصیدہ غوثیہ) کی طرز پر ہے جس کے بعض ابیات یہ ہیں!

انا لمریدی جامع لشتاتہٖ

اذما سطا جور الزمان بنکبتہٖ

وان کنت فی ضیق وکرب وحشتہٖ

فناد بیا زروق اٰت بسرعتہٖ

ترجمہ۔میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں، جب زمانہ نکبت وادبار سے اس پر حملہ آور ہو، اگر تو کسی تنگی بے چینی اور وحشت میں ہو تو "یا زروق" کہہ کر پکار میں فوراً آموجود ہوں گا"۔(محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز، بستان المحدثین : مترجم ، کراچی، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، ۱۹۸۴ء، ص ۳۲۲)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی علیہ الرحمہ نے یہ بات نقل کرکے اس کا رد نھیں کیا ، بلکہ یہ بات شیخ زروق علیہ الرحمہ کے فضائل میں بیان کی ھے،

www.IslamiEducation.com

اس عبارت سے صاف طور پرغیراللہ کو پکارنا ثابت ھورھاھے، نداء غیر اللہ کو شرك قرار دینے والے خاموش کیوں ھیں انھیں شیخ زروق اور شاہ عبدالعزیز دھلوی کے متعلق اپنا روایتی فتویٰ شرك جاری کرنا چاھئیے، نشاندھی ھم نے کردی ھے۔

مزار پر قبہ(گنبد)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ''بستان المحدثین''میں لکھتے ہیں!

''مشہور محدّث شیخ شمس الدین محمد بن یوسف بن علی بن عبدالکریم کرمانی بغدادی شارح صحیح بخاری علیہ الرحمہ(متوفی ۷۸۶ھ) نے اپنے زمانہ حیات میں ہی اپنے لئے قبر اور عاقبت خانہ، حضرت شیخ ابواسحاق شیرازی بغدادی علیہ الرحمہ کے مزار کے جوار میں بنالیا تھا اور اس کے اوپر ایک قبہ بھی تعمیر کرالیا تھا، چنانچہ اسی میں دفن کیئے گئے''۔(محدث دہلوی ، شاہ عبدالعزیز، بستان المحدثین : مترجم ،کراچی، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، ۱۹۸۴ء، ص ۳۰۱)

شیخ کرمانی شارح بخاری علیہ الرحمہ کی وفات کے بعد ان کے عقیدت مندوں نے مزار پر گنبد نہیں بنوایا بلکہ محدث کرمانی نے اپنی زندگی ہی میں خود قبہ بنوایا، یہ ہندوستان کے بریلوی بھی نہیں تھے، تو اب بات بات پر فتویٰ داغنے والوں کو شیخ کرمانی علیہ الرحمہ کے متعلق اپنا قلم حرکت میں لانا چاہئیے، یا صرف پاك وھند ھی میں اپنا پیٹ پالنے کے لئے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کی ضرورت ھے؟، مسلمانوں کو آپس میں لڑاؤ اور اپنا پیٹ پالو، کھیں یہ انگریزوں کی پالیسی پر تو عمل نھیں ھورھا؟۔

قبر پر چراغ جلانا

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

''قبر پر چراغ جلانا تزئین اور تشہیر کی غرض سے صحیح حدیث میں منع ہے لیکن اگر اس غرض سے چراغ جلایا جائے کہ وہاں دعا پڑھنا مقصود ہو یا زائرین کے اجتماع کے وقت بقدر ضرورت دو ایک چراغ روشن کیئے جائیں تو اس میں مضائقہ نہیں''۔

(محدث دہلوی ،شاہ عبدالعزیز، فتاویٰ عزیزی : مترجم ،کراچی، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، ۱۹۷۳ء، ص ۱۸۰)

قبروں پر چراغ جلانے کے متعلق یہی مسلک امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ کا ہے، اس بارے میں آپ

کی کتاب "بریق المنار بشموع المزار" کا مطالعہ کرنا چاہئیے۔

کیا وھابی دیوبندی اس مسئلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے حامی ھیں؟

قبروں پر پھُول ڈالنا

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

"پھول اورخوشبو کی چیز قبر پر رکھنا اس سے ماخذ ہے کہ میت کے کفن میں کافور وغیرہ خوشبو کی چیزیں لگانا شرعاً ثابت ہے اور بعد دفن کے تو میت قبر کے اندر رہتی ہے، البتہ یہ چیزیں قبر ہر رکھنے سے اس میت کی مشابہت جدید میت کے ساتھ ہوتی ہے، تو احتمال ہے کہ خوشبو کی چیز قبر پر رکھنے سے میت کو سرور ہوتا ہے، اس واسطے کہ اس حالت میں روح کو خوشبو سے لذت حاصل ہوتی ہے اور روح تو باقی رہتی ہے، اگرچہ وہ حاسہ جس کے ذریعہ سے خوشبو روح کو زندگی میں پہنچتی ہے، بعد موت کے حالت حیات کے مانند باقی نہیں رہتا، لیکن یہ امر قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرعاً ثابت ہے، کہ میت کو بعد موت کے لذت اور خوشی معلوم ہوتی ہے، چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ فیاتیہ روحہا وطیبہا یعنی پہنچتی ہے میت کو سرد ہوا بہشت کی اور خوشبو بہشت کی اور شہداء کے حق میں قرآن میں وارد ہے "یرزقون فارحین" یعنی شہداء کو روزی دی جاتی ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں تو اس سے ثابت ہوسکتا ہے کہ قبر پر خشبو رکھنے سے میت کو سرور ہوسکتا ہے"۔

(محدث دہلوی ، شاہ عبدالعزیز، فتاوٰی عزیزی : مترجم ، کراچی ، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی،۱۹۷۳ء،ص ۱۵۲)

الحمد للہ اھل سنت اس مسئلہ میں حضرت شاہ صاحب کے حامی ھیں، مگر دیوبندی وھابی مخالف ھیں، اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کی کتاب "فرائدالنور" بہترین ہے۔

عرس کا دن مقرر کرنا

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

"عرس کا دن اگر اس غرض سے مقرر کیا جائے کہ جس بزرگ کا عرس ہو وہ یاد رہیں اور اس وقت ان کے حق میں دعا کی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں"۔(محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز، فتاوٰی عزیزی: مترجم، کراچی، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی،۱۹۷۳ء، ص ۱۵۱)

www.IslamiEducation.com

اس مسئلہ میں بھی حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ اہل سنت کی حمایت میں ہیں، **جب کہ وھابی دیوبندی اس مسئلہ میں حضرت شاہ کے سخت مخالف ھیں، بلکہ وہ تو عرس کے ھی مخالف ھیں، دن مقرر کرنا تو بعد کی بات ھے۔**

بزرگوں کی فاتحہ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

''اگر کوئی شخص مالیدہ اور شیر برنج کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے پکا کر کھلا دے اور اس سے اس بزرگ کی روح کو ثواب پہنچانا مقصود ہو تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں یہ جائز ہے''۔

(محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز، فتاوٰی عزیزی: مترجم، کراچی، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، ۱۹۷۳ء، ص ۱۵۸)

حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کو اپنا بڑا بزرگ بتانے والے حقیقت میں شاہ صاحب کے مخالف ہیں، شاہ صاحب تو فرمائیں کہ بزرگوں کی فاتحہ کھانے پکانے میں کوئی مضائقہ نہیں، اور جعلی جانشین اس کو حرام بتائیں اور گندی نالیوں میں ڈالیں۔

کھانے پر فاتحہ درود

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

''جس کھانے کا ثواب حضرات امامین رضی اللہ عنہم کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ وقل پڑھا جائے وہ کھانا تبرک ہو جاتا ہے، اس کا کھانا بہت خوب ہے''۔

(محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز، فتاوٰی عزیزی: مترجم، کراچی، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، ۱۹۷۳ء، ص ۱۶۷)

کیا وھابی دیوبندی، شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے اس فتویٰ پر عمل کرتے ھیں؟۔

مجلس ذکر رسول ﷺ و مجلس شھادت حسین رضی اللہ عنہ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

''سال میں دو مجلسیں فقیر کے مکان پر منعقد ہوا کرتی ہیں، مجلس ذکر وفات شریف اور مجلس شہادت حسین اور یہ مجلس بروز عاشورہ یا اس سے دو ایک دن قبل ہوتی ہے، چار پانچ سو آدمی بلکہ ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں، اس کے بعد جب فقیر آتا ہے تو لوگ بیٹھتے ہیں اور فضائل حسنین رضی اللہ عنہما کا

ذکر جو حدیث شریف میں وارد ہے، بیان کیا جاتا ہیاور پنج آیات پڑھ کر کھانے کی جو چیز موجود رہتی ہے اس پر فاتحہ کیا جاتا ہے اور اس اثنا میں اگر کوئی شخص خوش الحان سلام پڑھتا ہے یا شرعی طور پر مرثیہ پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے تو اکثر حضار مجلس اور اس فقیر کو بھی حالت رقت اور گریہ طاری ہو جاتی ہے، اس قدر عمل میں آتا ہے، اگر یہ سب فقیر کے نزدیک اس طریقہ سے جس کا ذکر کیا گیا ہے، جائز نہ ہوتا تو ہرگز فقیر ان چیزوں پر اقدام نہ کرتا''۔(محدث دہلوی ،شاہ عبدالعزیز، فتاوٰی عزیزی : مترجم ،کراچی، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی،۱۹۷۳ء،ص ۱۷۷)

کیا وھابی دیوبندی اسی طرح مجالس منعقد کرتے ھیں؟یا ان میں شامل ھوتے ھیں؟اگر نھیں تو شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے متعلق کیا فتویٰ ھے؟۔

گیارھویں شریف

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

''حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارکہ پر گیارھویں تاریخ کو بادشاہ وغیرہ شہر جمع ہوتے، نماز عصر کے بعد مغرب تک کلام اللہ کی تلاوت کرتے اور حضرت غوث اعظم کی مدح اور تعریف میں منقبت پڑھتے، مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے اردگرد مریدین اور حلقہ بگوش بیٹھ کر ذکر جہر کرتے، اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی، اس کے بعد طعام شیرینی جو نیاز تیار کی ہوتی ہے، تقسیم کی جاتی اور نماز عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہو جاتے''۔

(محدث دہلوی ،شاہ عبدالعزیز، ملفوظات عزیزی : میرٹھ ،مطبع مجتبائی،۱۳۱۴ھ/۱۸۹۶ء،ص ۶۲)

شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے بغداد شریف میں گیارھویں کی محفل کا جو معمول بیان کیا ھے اور اس پر کوئی فتویٰ نھیں لگایا ، کیا وھابی دیوبندی بھی اس کو جائز سمجھتے ھیں؟

قبر میں شجرۂ طریقت رکھنا

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

''شجرہ قبر میں رکھنا بزرگوں کا معمول ہے اور اس کا دو طریقہ ہے، اوّل یہ کہ مردہ کے سینہ پر کفن کے اندر یا کفن کے اوپر رکھیں اور اس طریقہ کو فقہاء منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مردہ کے بدن سے خون اور ریم بہتا ہے اور اس

سے بزرگوں کے نام کے بارہ میں بے ادبی ہوتی ہے، اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مردہ کے سرہانے قبر میں چھوٹا سا طاق بنالیں اور اس میں شجرہ کاغذ رکھ دیں"۔ (محدث دہلوی ، شاہ عبدالعزیز، فتاویٰ عزیزی : ص ۱۸۱)

کیا کسی وہابی دیوبندی نے بزرگوں کے اس معمول پر عمل کیا ھے؟ اگر یہ عمل بدعت ھے تو شاہ صاحب کے اس فتویٰ کے متعلق کیا خیال ھے؟

وظیفۂ دُرود شریف

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

"نماز عشاء کے بعد درود شریف چاہے کوئی درود شریف ہو سو مرتبہ مدینہ منورہ کی طرف رُخ کرکے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک کو حاضر ناظر خیال کرکے پڑھنا چاہیئے"۔ (محدث دہلوی ، شاہ عبدالعزیز، فتاویٰ عزیزی : ص ۲۶۴)

کیا شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے جعلی علمی و روحانی جانشین بننے والوں نے کبھی عشاء کے بعد ایسا کیاھے؟۔

قل خوانی

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنے والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی وفات کے بعد تیجہ (سوئم، قل خوانی) کا حال بیان کرتے ہیں کہ تیجہ کے روز آدمیوں کا ہجوم اس کثرت سے تھا کہ شمار میں نہیں آسکتا!

"هشتاد و یك ختم كلام اللّٰه بشمار آمد وزیاده هم شده باشد وكلمه را حصر نیست"

(محدث دہلوی ، شاہ عبدالعزیز، ملفوظات عزیزی : ص ۸۰)

ترجمہ۔ اکیاسی ختم کلام اللہ شریف شمار میں آئے اور شاید اور بھی زیادہ ہو گئے ہوں اور کلمہ کی تو کوئی انتہا ہی نہیں۔

وھابی دیوبندی مولویوں مفتیوں سے سوال ھے کہ تیجہ شریف کرنا جائز ھے یا بدعت و گمراھی ھے؟ اگر بدعت ھے تو کیا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ بدعتی ھیں ؟۔ اگر نھیں تواھل سنت کا کیا قصور ھے ؟۔

ردّ وھابیہ

حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری رحمتہ اللہ علیہ، (متوفی ۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۷ء) خلیفہ مجاز حضرت شاہ احمد سعید

مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء) نے اپنے ایک مرید خان ملا خان کو وہابیہ کے مسموم اثرات سے بچانے کے لئے دس مسلمہ رسائل عنایت فرمائے، ان دس رسائل میں نویں نمبر پر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا رسالہ بھی شامل تھا۔

اصل عبارت کا اقتباس درج ذیل ہے!

"عرض این کہ فقیر دہ عدد رسائل......درباب ردّ اقوال واعتقاد فاسدہ فرقہ محدثہ وھابیہ دست یاب نمودہ بخدمت شریف فرستادہ شد......اوّل حق المبین تصنیف حضرت مرشدی وشیخی قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ السامی۔دویم دلیل القوی علی ترک القرأۃ للمقتدی۔سویم زبدۃ المواھب۔چھارم اشباع الکلام فی اثبات المولد والقیام ۔ پنجم تذکرۃ الموتی والقبور۔ ششم رداستفتاء وھابیان۔ ھفتم ھبتہ الطاعات۔ ھشتم درالمنقود فی حکم امراۃ المفقود۔نھم رسالہ شاہ عبدالعزیز۔ دھم رسالہ محتوی بربیان مسائلھافرقہ ناجیہ فقط......درباب قلع فرقہ محدثہ وھابیہ سعی بلیغ بکار برند ومسائل فرقہ ناجیہ اھل سنت وجماعت را رواج دھند، انشاء اللہ تعالیٰ موجب برکات دارین و سعادت کونین آنجناب خواھد گردید فقط والسلام المرقوم بتاریخ غرہ ربیع الثانی ۱۲۸۱ھ۔

(قندہاری ، حاجی دوست محمد، مکتوبات : ملتان، مطبع صدیقیہ،۱۳۸۳ھ،ص ۹۹)

ردّ تقویت الایمان

مولانا مخصوص اللہ دہلوی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء) ابن مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸ء)، مولانا شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء) کے ایک مکتوب کے جواب میں لکھتے ہیں!

"پانچویں بات کا جواب یہ ہے کہ بڑے عم بزرگوار (شاہ عبدالعزیز) کہ وہ بینائی سے معذور ہوگئے تھے، اس تقویت الایمان کو سنا، یہ فرمایا! اگر بیماریوں سے معذور نہ ہوتا تو اثنا عشریہ کا سا جواب اس کا رد بھی لکھتا"۔

(فاروقی، شاہ ابوالحسن زید، مولانا اسماعیل اور تقویت الایمان: دہلی، شاہ ابوالخیر اکادمی،۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء، ص ۱۰۳)

تأثرات

شیخ سید محسن بن یحییٰ ترھتی

''وہ کمال اور شہرت کے ایسے مقام کو پہنچے کہ تم دیکھتے ہو،لوگ بلاد ہند میں اپنا ان سے انتساب کرنا فخر سمجھتے ہیں، بلکہ اپنے آپ کو ایسے رشتے میں منسلک کرنے میں جو ان کے شاگردوں پر منتہی ہوتا ہے،قابل فخر خیال کرتے ہیں،ان کے خصائل حمیدہ اور اخلاق فاضلہ ایسے ہیں کہ جن میں ان کے عام معاصرین ان سے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے''۔

(ترہتی،محسن بن یحییٰ،الیانع الجنی فی اسانید شیخ عبدالغنی : دہلی،۱۳۴۹ھ،ص ۷۸)

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی(غیر مقلد)

''شاہ عبدالعزیز بن شیخ اجل ولی اللہ محدث دہلوی بن شیخ عبدالرحیم عمری رحمہم اللہ،استاذ الاساتذہ،امام نقاد، بقیۃ السلف،حجۃ الخلف اور دیار ہند کے خاتم المفسرین ومحدثین تھے اور......اپنے وقت میں علماء ومشائخ کے مرجع تھے،تمام علوم متداولہ اور غیر متداولہ میں خواہ فنون عقلیہ ہوں یا نقلیہ،ان کو جو دستگاہ حاصل تھی وہ بیان سے باہر ہے''۔

(قنوجی بھوپالی،نواب صدیق حسن خاں،اتحاف النبلاء: کانپور،۱۲۷۸ھ،ص ۲۹۶)

سر سید احمد خاں علی گڑھی(غیر مقلد)

''اعلم العلماء،افضل الفضلاء،اکمل الکملاء،عرف العرفاء،شرف الافاضل،فخر الاماجد والاماثل،رشک سلف،داغ خلف،افضل المحدثین،اشرف العلماء ربانیین،مولانا و بالفضل اولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ العزیز،ذات فیض ساعت ان حضرت بابرکت کی فنون کسبی ووہبی اور مجموعہ فیض ظاہری وباطنی تھی''۔(پانی پتی،محمد اسماعیل،مقالات سرسید[شانزدھم] :لاہور،مجلس ترقی ادب،۱۹۶۵ء،ص ۲۷۴)

مولوی محمد ابراھیم میر سیالکوٹی(غیر مقلد)

''بڑے بڑے علماء آپ کی شاگردی پر فخر کرتے ہیں اور فضلاء آپ کی تصنیف کردہ کتابوں پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں''۔(سیالکوٹی،محمد ابراہیم میر،تاریخ اہل حدیث: سرگودھا،س ن،ص ۲۸۸)

مولوی عبدالحی حسنی ندوی(دیوبندی)

''شاہ عبدالعزیز اپنے علم وفضل،آداب،ذکاوت،ذہانت،فہم وفراست اور سرعت حافظہ میں عالم کے اندر یگانہ

www.IslamiEducation.com

روزگار علماء میں سے تھے"۔(الحسنی البریلوی،عبدالحی، نزہۃالخواطر[ج ۷] : حیدرآباد(دکن)،۱۳۶۶ھ، ص ۲۶۸)

مولوی سرفراز خاں صفدر،(دیوبندی)، گوجرانواله(پاکستان)

"بلاشبہ مسلک دیوبند سے وابستہ جملہ حضرات شاہ عبدالعزیز صاحب کو اپنا روحانی پیشوا تسلیم کرتے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں، بلاشبہ دیوبندی حضرات کے لئے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ حکم آخر کی حیثیت رکھتا ہے"۔(صفدر،سرفراز خاں،اتمام البرھان[حصہ اول] : مکتبہ صفدریہ،گوجرانوالہ،۱۹۸۱ء،ص ۱۳۸)

www.IslamiEducation.com